

## ○ مُورت

حضرت فرید الدین عطار کی بے مثل کتاب تصوف منطق اربیلہ میں بیان ہے کہ ایک مرتبہ کل جہاں کے کچھیرداپنے آتا، اپنے بادشاہ سی مرغ کی تلاش میں مائل پرمان ہوئے۔ سالہا سال بعد جب وہ پہنچے صحراؤں، برفانی پہاڑوں اور روت کی سات دادیوں کو عبور کر کے بال آخر کاف کی پہاڑی کے قریب پہنچے تو لاکھوں پرندوں میں سے صرف گیارہ باقی رہ گئے تھے۔ باقی تمام سفرگی صعبوتوں میں مرگ سے ہمکنار ہوئے۔ یہ گیارہ پرندے مختلف دروازوں میں سے گزرے اور آخر کار ان کے سامنے ایک ایسا پرندہ آیا، جس کے پیچھے سیمرغ پوشیدہ تھا۔ ان کا بادشاہ، سب سے بڑا پیغام بردار اٹھا تو انہوں نے دیکھا جیسے ان کے سامنے ایک آئینہ ہے۔ جس میں ان کا اپنا عکس دکھائی دے رہا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کے سامنے انہی کی شکل کے گیارہ پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ دن خود ہی پیغام بردار اپنے سامنے آئے۔

### پہنچا منظر

تیمور پہاڑی گھر کے گنیٹ میں سے اندر داخل ہوتا ہے۔ ہاتھ میں سیاہ بیگ قبیتی کاریں کھڑی ہیں، پورے گھر میں ایک نظر ڈالتے ہیں۔ یہ گھر پرانی وضع کا دکنوریں ٹائپ ہے۔ بام و دروازخ نہیں نیم تاریکی ہے، کبھی کبھار پچھلی کی چمک،

صد ر دروازے کی گھنٹی بجا تا ہے۔ ایک شخص بوٹائی اور لمبے کوٹ میں مبوس دروازہ کھولتا ہے، بہت میکانکی انداز میں۔

تیمور: بدیکھئے یہ گھر... .

ٹسلر: جی اندر تشریف لائیے۔ آپ کا بیگ۔

لینے کے لیے ہاتھ پڑھاتا ہے

تیمور: (انکار میں سر بلکر) شکریہ۔

ٹسلر آگے بڑھ کر ایک دروازہ کھولتا ہے۔ ایک دسیع ہال نماکرہ پر لانی تصاویر ٹری ٹری قیمتی صوفے۔ سامنے ایک صوفے پر مورت خان کالی ماتمی ساڑھی میں سر جعلکارے بیٹھی ہے۔ دونوں طرف سیدھی قطار میں صوفوں پر آٹھ دس شخص بہترین سُوٹوں میں مبوس بیٹھے ہیں۔ جب دروازہ کھلتا ہے تو ایک شخص دائیں ہاتھ سے اٹھ کر مورت کے پاس جاتا ہے، بھک کر چند الفاظ کہتا ہے۔ مورت اس کی جانب دیکھنے بغیر کچھ کہتی ہے۔ وہ شخص تیمور کے قریب سے گزر کر باہر چلا جاتا ہے۔ پھر بایس ہاتھ سے ایک شخص اٹھتا ہے تھوڑی بھی ایک خالی جگہ پر بیٹھ جاتا ہے۔

شخص ۱: مس مورت خان میں توبیان نہیں کر سکتا۔

مورت: جیلانی صاحب آپ تشریف لائے۔ آپ کی ہمدردی کے لیے شکریہ۔

بہت بہت شکریہ۔

شخص ۲: سے باہر جاتا ہے۔

شخص: مس مورت خان آپ کے والد کی ڈنیخ ایک عظیم المیہ ہے۔

مورت: اکبر صاحب آپ تشریف لائے آپ کی ہمدردی کا شکریہ۔ بہت

بہت شکریہ۔

شخص ۳: سے باہر جاتا ہے۔

**شخص ۲:-** مس مورت خال کیا عرض کروں، مجیے لائق کوئی خدمت خان صاحب  
میرے غریب دوست تھے۔

جیب سے روپاں نکال کر خشک آنکھیں پونچھتا ہے۔

**مُورت:-** انہر صاحب، آپ تشریف لائے آپ کی ہمدردی کا شکریہ بہت  
بہت شکریہ۔

تیمور ایک جما ہی لیتا ہے اور ٹھوڑی پرنا تھر کر کر لاتعلق ہو جاتا ہے۔

بیک گرافندھ میں شخص اُسی طرح اٹھ کر انہماری تحریت کر رہے ہیں، مگر آواز نہیں آ رہی۔ بالآخر کرہ خالی ہو جاتا ہے۔ تیمور بستور گم سُم پیٹھا ہے، مُورت اسکی جانب  
دیکھ کر ہلکا سا کھانتی ہے۔ تیمور چونک کراٹھنا ہے اور پاس چاکر کھڑا ہو جاتا ہے۔

**تیمور:-** مس مُورت ناں مجھے بے حد فسوس ہے۔

**مُورت:-** ... جی میں۔ (اسے دیکھتی ہے تو پہرہا جبی ہے) آپ کا نام؟

**تیمور:-** مجھے تیمور کہتے ہیں۔

**مُورت:-** تیمور صاحب آپ تشریف لائے آپ کی ہمدردی کا شکریہ بہت  
بہت شکریہ۔

فاموش ہو جاتی ہے سراٹھا کر دیکھتی ہے تو خلاف موقع تیمور کھڑا ہے تیمور ایکدم  
سر جھٹک کر واپس جاتا ہے اور اپنا بیگ اٹھا کر واپس آتا ہے۔

**تیمور:-** (کار دباری انداز میں) جیسا کہ میں نے عرض کیا، میرا نام تیمور ہے اور  
مس مُورت خال میں اس وقت بیہاں۔ انٹرنل لائف انڈسٹریز کمپنی کے نمائندے  
کی حیثیت سے حاضر ہوا ہوں۔ انٹرنل لائف انڈسٹریز کمپنی جواد ایگریوں کے  
معاملے میں تمام کمپنیوں پر سبقت رکھتی ہے۔ آپ کے والد مرحوم نے  
نو تیگی سے صرف چند روز پیشتر بیمه کر دایا، مگر اس کے باوجود ہماری

کارگردگی ملاحظہ فرمائیے۔ اُدھر وہ نبوت ہوئے اور ادھر... (بیگ میں سے ایک چیک نکال کر مُورت کے سامنے رکھتا ہے،) ہم اس تین لاکھ روپے کے کلیم چیک کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر (دادطلب نگاہوں سے دیکھتا ہے مُورت خاموش رہتی ہے۔) آہم... (بیگ میں سے ایک اور کاغذ نکال کر) یہاں پر دھولی کے لیے مستخط کر دیجئے۔ (مُورت مستخط کرتی ہے) میں مُورت خان اس وقت آپ یقیناً بے پناہ مسرت محسوس کر رہی ہوں گی۔

**مُورت :** جی ہاں۔ اس وقت میں مسرت کے انہمار کے طور پر یہ تو سیاہ ساری ہیں ملبوس بیٹھی ہوں۔

**تیمور :** (اسی جوش میں) یقیناً (سنبل کر) دراصل میں یہ چاہتا تھا کہ...  
وہ... بہر حال آئندہ بھی خدمت کا موقع غرور دیجئے گا۔ (کارڈ نکال کر میز پر رکھتا ہے، بیگ ہند کر کے جانے لگتا ہے،) مجھے اجازت دیجئے۔

**مُورت :** (جب تیمور دہ دازے تک پہنچ جاتا ہے تو کہتی ہے) تیمور صاحب۔  
(تیمور مژاہ ہے) رات ہے... شاید بارش ہو... آپ کے پاس اپنی کنوئیں ہے؟

**تیمور :** جی نہیں۔ کچھی نے وعدہ کیا ہے کہ اس برس سکوڑے دیں گے۔ بہر حال صرف تین گھنٹے کا تو سفر ہے۔ یہاں سے نیچے شہر تک بہر پانچ منٹ بعد ویگن چلتی ہے۔

**مُورت :** اس وقت نہیں چلتی۔

**تیمور :** (مالیوسی سے) نہیں چلتی؟

**مُورت :** کریم... (بیٹھرا آتا ہے) ملاز مر سے ہو۔ صاحب کے لیے دوسری منزل

پر واقع بیڈر و م جھاڑ پوچھ کر تیار کر دے۔ (تیمور سے) آپ کوئی اور جنگی  
ضرورت ہو تو بلاں لکھ سکتے گا۔

تیمور : جی میں رات کو پانی بہت پیتا ہوں۔

مُورت : ایک جگ پانی سائیڈ ٹیبل پر۔

تیمور : اور ایک گلاس۔

مُورت : اور ایک علاس۔

## دوسرامنظر

تیمور سورا ہے۔ باہر بھلی چمک رہی ہے۔ ماں تھہ بُرھا کر گلاس ٹھولتا ہے اور  
آنکھیں یند کیے دو گھونٹ بھرتتا ہے۔ اتنے میں لیپ پ سمجھو جاتا ہے، بھلی کی چمک اور  
گرج بلکی ہلکی سوچ پر ماں تھہ مارتا ہے۔ لیکن بھلی جا چکی ہے۔ بیٹ جاتا ہے دروازے  
کے نیچے روشنی دکھانی دیتی ہے۔ خوفزدہ ہو کر لاف اور رہ لیتا ہے۔ پھر اور پرے دیکھتا  
ہے۔ آٹھ گراہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازہ کھولتا ہے۔ باہر مُورت اس سائیڈ میں  
ہے۔ ماں تھہ میں ایک چڑا شمعدان ہے۔ تیمور اس کی بے پناہ خوب صورتی سے اتنا متاثر  
ہوتا ہے کہ بول نہیں سکتا۔

مُورت : میں مُورت ہوں۔

تیمور : ہاں تم ہو۔ (قدرتے تو قف کے بعد) میرا مطلب ہے مس مُورت۔

مُورت : آندھی سے چیڑ کا ایک تنا در درخت بلکی کے تاروں پر گر گیا ہے اور خت  
کی اوپرائی تو صرف اس وقت معلوم ہوتی ہے جب رہ نہیں پر گر جاتا ہے۔  
ہم درخت کاٹ کر بعد میں ماتم کرتے ہیں۔ اس کے گرنے سے انہیں سیرا بھاگیا  
ہے ہر طرف۔ آپ آدم سے ہیں نا۔

چلی جاتی ہے۔

## تیرامنظر

اگلی صبح ناشستے کی میز پر بٹلر کریم مودب کھڑا ہے۔

کریم :- جی مس صاحبہ گرے ہوئے درخت کے نکڑے کر کے ہم نے لان کلیر کر دیا ہے۔ تاروں کی مرمت بھی کر دی گئی ہے۔ بھلی دوپہر تک آجائے گی۔

مُورت :- کیا چلے گرم نہیں؟

تیمور :- نہ آئی گرم کہ بہوں کو جلا دے اور نہ آئی بیخ کہ حلق سے اُترتے ہوئے خبر تک نہ دے۔ مجھے اسی قسم کی چائے پسند ہے معتدل۔

مُورت :- کریم گرم چائے لے کر آؤ کریم جاتا ہے، مجھے معتدل مزاجی سے نفرت ہے چاہے خوارک میں ہو یا جذبات میں۔ مات آپ آرام سے سوئے؟

تیمور :- ہاں۔ اور آپ؟

مُورت :- میں توبہت دنوں سے نہیں سرفی۔ یہ گھر۔۔۔ اس کے درود لواراب چُپ ہیں۔ مجھ سے باتیں نہیں کرتے۔ ہم کلام نہیں ہوتے۔ چند روز پیشتر یہ مجھے محبت سے دیکھتے تھے اور اب دیکھتے ہی نہیں۔ ڈیڈی چلتے گے تو یہ سب بھی فاموش ہو گئے۔۔۔ انہوں ہو گئے۔

تیمور :- آپ اب بالکل اکیلی ہیں؟

مُورت :- نہیں۔ پہاں پر کریم ہے۔ پادری اور ڈرائیور ہیں اور سپر لان میں کچھ درخت بھی تو ہیں۔ میں اکیلی تو نہیں۔

تیمور :- (گھٹری دیکھ کر) میرا خیال ہے مجھے چلتا چاہیے پہلی ویگن۔۔۔

مُورت :- ڈرائیور آپ کو سٹیننڈ تک چھوڑ آئے گا۔

تیمور :- بہت بہت شکر تپ۔

مُورت :- مجھے انوس سہے کہ میں آپ کو زیادہ وقت نہیں دے سکی، میں یہاں بہت خوب صورت سپائس ہیں۔ درختوں سے گھرا ایک ایسا رستہ ہے جس کے آخر تک میں آج تک نہیں گئی۔ ایک خزان رسیدہ جنگل ہے جس کے پتے پاؤں تک آنے پر چینے لگتے ہیں۔ ان دونوں خزان کا موسم ہے ناہر طرف۔ گھبھی آئیے گا۔

تیمور جاتے ہوئے ٹرکر دیکھتا ہے اور فیلش بیک میں "میں مورت ہوں" ہاں تم ہو۔

### چوتھا منظر

انشو نس کمپنی کا دفتر تین کمر دل پر مشتمل پہلے کمرے میں تین سیلز ریپ دوسرے میں دو سیلز آفیسر اور تیسرا میں ایک سیلز منیجر۔ باقی لوگ کام کر رہے ہیں اور تیمور اخبار پڑھ رہا ہے۔ دوسرے سیلز ریپ عمران اور نو میسر ہیں۔

نو میسر :- اور پہلی ملاقات پر ہی پرہیزم بھی لے آئے۔

عمران :- تو اور کیا۔ میں نے پہلی نظر میں ہی جا پس لیا کہ یہ شخص لباس کے بارے میں بڑا پڑ سیکھ رہے۔ میں نے چائے پر اس کی ٹھائی کی تعریف کی۔ سوت کی کٹنگ پر زبردست کمپلیمنٹ دیا اور اس نے چیپکے سے بھیہ کر دالیا۔ بھیہ میں تو پارٹی کو کنونس نہیں کرتا... ایمپریس کرتا ہوں بس۔ اور تمہارے کیس کا کیا بننا؟

نو میسر :- عاصی صاحب والا؟ اس کا میڈی بیکل کردا کہ جمع کر دادیا ہے۔ پروپریول نمبر بھی لگ گیا ہے۔ تیمور اس نایاب صاحب والے کیس کا کیا ہوا؟

تیمور :- (بے دلی سے) اُن کا چیک ڈس آنر ہو گیا ہے۔

چپرائی :- تمور صاحب آپ کو منیجر صاحب بمار ہے ہیں۔  
تمور اٹھ کر جاتا ہے۔

منیجر :- میں مورت خان کا چیک دے آئے؟

تمور :- ... جی۔ (بیگ میں سے دستخط شدہ فارم نکال کر سانے رکھتا ہے)

منیجر :- ٹھیک ہے ... (تمود جانے لگتا ہے) تمور صاحب آپ بُرانہ ملیے  
گا مگر اس ماہ بھی آپ ٹارگٹ پورا نہیں کر سکے۔

تمور :- مجھے شرمندگی ہے، کوشش تو بہت کرتا ہوں۔

منیجر :- آپ کو لڈ کنوبنگ کیوں نہیں کرتے؟

تمور :- جی؟

منیجر :- کسی گلی محلے یا بازار میں چلے جائیے اور ایک سرے سے شروع ہو  
جائیے، ان سورنس میں قاعدہ ہے کہ اگر آپ تین جگہ جاتے ہیں تو ایک  
شخص پات چیت پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور ان تین میں سے ایک آدمی  
آپ کو تفصیلی گفتگو کے لیے بلا یتا ہے۔ اور پھر یہے تمیں لوگوں میں سے  
کم از کم ایک بیکر والیتا ہے یعنی اگر آپ نوجگہ جاتے ہیں تو آپ کو کم از کم  
اپک پارٹی ضرر مل جاتا ہے۔

تمور :- میں آج یہی سے آپ کے مشورے پر عمل کرنا شروع کر دوں گا (جادے  
لگتا ہے)

منیجر :- اور تمور صاحب اپنے بیاس کی طرف بھی توجہ دیجئے۔

### پانچواں منظر

تمور ہاتھ میں بیگ لیے بازاروں میں گھوم رہا ہے۔ ایک دکان کے  
اندر جاتا ہے، دکان دار فون پر بات کر رہا ہے۔

دکاندار :- ادھر ہیں نے مال کلیئر کر دایا۔ اُدھر جاپاں بادشاہ نے ریٹ بڑھا دیے۔  
(تیمور کو دیکھ کر فون بندر کر دیتا ہے) جی فرمائیے۔

تیمور :- آپ فارغ ہو یں۔

دکاندار :- اجی یہ گپ بازی تو ہوتی ہی رہتی ہے... سکھر پہلے وہ کہتے ہیں ناک  
گاہک اور موت کا کوئی پتہ نہیں کب آجائے۔

تیمور :- موت؟

دکاندار :- جی

تیمور :- میں بھی اسی سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔

دکاندار :- (پوکھلا کر) کیا مطلب؟

تیمور جیب میں سے کارڈنکل کر دیتا ہے۔ دکاندار پڑھتا ہے اور ماسے میز پر پھینک  
کر کچھ کہے بغیر فون کرنے لگتا ہے۔

دکاندار :- ہاں تو میں کہہ رہا تھا اُدھر جاپاں بادشاہ نے ریٹ بڑھا دیے تیمور  
سے، پھر کسی وقت تشریف لا یے گا۔ میں مصروف ہوں۔

تیمور :- پھر کس وقت؟

دکاندار معاف کرو کے انداز میں مانچے پر رہا تھا رکھتا ہے۔ تیمور باہر جانے لگتا ہے پھر  
وابس آگر کارڈ اٹھا کر جیب میں ڈالتا ہے اور باہر چلا جاتا ہے۔

### چھٹا منتظر

ایک مکان کے لیٹر بکس پر سے نام پڑھ کر گھٹی بجا تا ہے۔ اُد پر سے ایک شرپہ  
تسم کی بچی جھانکتی ہے۔

بچی :- آپ کو کس سے ملنا ہے؟

تیمور :- (لیٹر بکس سے پڑھتے ہوئے) جناب کمال الدین ساقی صاحب کو۔

پچھی :- (ہنس کر) وہ توفت ہو چکے ہیں۔ میرے دادا جان تھے۔

تیمور :- تو پھر اپنے ڈیڈی کو بلا دیجئے۔

پچھی :- آپ کو ان سے کیا کام ہے؟

تیمور :- میں ان شورنس ایجنٹ ہوں۔

پچھی :- (ہستے ہوئے) ڈیڈی یتیم خانے والوں۔ انکم ٹیکس انپکڑوں اور ان شورنس ایجنٹوں کے لیے اس وقت گھر پر نہیں ہیں۔

کھڑکی بند کر دیتی ہے۔

### ساتواں منظر

تیمور تھکے قدموں سے اپنے کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ رہائش کے لیے واحد جگہ اس لیے گرسیاں میز چارپی کتابیں سب وہیں موجود ہیں۔ تیمور اندر داخل ہوتا ہے تو سامنے ایک چھٹے سے آئینے میں اپنا عکس دیکھتا ہے۔ مٹھنک کر آگے چلا جاتا ہے۔

تیمور :- بابا۔ او بابا۔

بابا دھوئی اور بنیان پہنے جلدی سے کمرے میں آتا ہے۔

بابا :- جی مُور باؤ جی

تیمور :- اونے مُور کیا ہوتا ہے۔ کتنی مرتبہ کہا ہے کہ پورا نام پکالا کر دے کہاں تھے؟ اس ماچھن کے ساتھ راز دنیا نہ ہو رہے ہوں گے؟

بابا :- آپ مذاق نہ کیا کریں باؤ جی۔ میری عمر ہے.... میں تو بازار سے آپ کے لیے حلیم لیئے گیا تھا۔

تیمور :- آج پھر حلیم...

بابا :- پانڈی روٹی کے لیے پیسے دے کر گئے تھے؟

تیمور :- ہاں ہاں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تمہاری تین ماہ کی تنخواہ....  
 بابا :- میں نے کبھی شکایت کی موربائی... آپ یہ بیسے کام چھوڑ کر کوئی  
 اور کار و بار کیوں نہیں کر لیتے۔ لکھے پڑھے ہیں جوان، ہیں۔ بہت کچھ  
 کرنے کو ہو گا اس دنیا میں....

تیمور :- بہت کچھ تو کر بھلی چکا ہوں بابا.  
 بابا :- کوئی اور کار و بار نہیں کر سکتے تو شادی ہی کر لیجئے۔  
 تیمور :- ہاں شادی بھی تو کار و بار ہے۔ ہیں شادی؟ اس ایک کمرے کے  
 مکان میں؟ ہونہہ۔ اور اس آمنی میں....

با با :- کوئی بھاگوں والی آجائے تو خود بخود ہی برکت بھی ہوتی ہے۔  
 تیمور :- برکت نہیں ہوتی۔ بچے ہوتے ہیں خود بخود... تم حلیم لاو۔

### آٹھواں منتظر

ایک موئیاڑہ۔ تیمور مختلف لوگوں سے مل رہا ہے۔ مگر ناکام لوثا ہے۔ چند ہفتتوں  
 کا گیپ اس طرح دکھایا جاتے۔ تیمور کا کمرہ۔

تیمور :- بابا۔ او بابا... حلیم لاو۔

با با کھانا لاتا ہے۔ تیمور چند لمحے نیکل کر بستر پر لیٹ جاتا ہے۔

با با :- قور باد آج تھک گئے بہت؟

تیمور :- بابا میں بہت عرصے سے تھکا ہوا ہوں۔ ایک ایسا پرندہ جو اڑتا  
 چلا جاتا ہے۔ اڑتا چلا جاتا ہے اور اسے علم نہیں کہ اوس میں بھیگے ہوئے  
 ہوئے وہ سر بزمیدان کہاں ہیں جن میں انگر کراس کے ٹوٹتے پر دن کی  
 تمام تر تھکا دٹ پھر جائے گی...۔۔۔ تھیں پتہ ہے بابا ایک ایسی جگہ ہے  
 جس کے دونوں طرف اونچے اونچے درخت ہیں۔ اور درمیان میں ایک

راستہ سابن گیا ہے۔ میں اُس راستے کے آخر تک جانا چاہتا ہوں، مگر اکیلا نہیں... اور سنہری گھاس سے ڈھکے میدان ہیں بخزان رسیہ جنگل ہے۔

پاپا :- (بڑتی اٹھاتے ہوئے) آپ آرام کریں مُور باؤ جی۔

تیمور خیالوں میں گم ہے۔ مُورت کے غیوالوں میں۔ پھر وہی فلیش بیک۔

"میں مُورت ہوں" ہاں تم ہو:

تیمور :- (زیر لب) ہاں تم ہو۔

اٹھ کر بیگ میں چند چیزیں ٹوٹلتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے۔

### لوا منظر

مُورت کا گھر۔ رات کا وقت۔ ملازم سامان اٹھا کر باہر لے جانے میں مصروف ہیں۔ تیمور اندر راتا ہے۔ ہال کمرے میں صرف ایک صوفہ پڑا ہے۔ جس پر مُورت بیٹھی ہے۔ باقی کمرہ بالکل خالی ہے۔ کمرے میں اندر ہی رہا ہے۔ تیمور صوفے کے ساتھ ٹیبل پر رکھے یہ پکو جلاتا ہے۔ مُورت روشنی ہونے پر اور پر دیکھتی ہے۔

تیمور ۱۔ ہیلو۔

مُورت جواب نہیں دیتی۔ چیرت اور خوشی سے دیکھتی رہتی ہے۔

ہیلو میں مُورت۔ میرا نام تیمور ہے... میں آپ کے والد کا کلیم چیک لے کر آیا تھا... رات بھی ٹھہر ا تھا... اور ایک چیرٹ کا درخت... آپ نے ہی تو کہا تھا کہ کبھی آئیئے گا۔

مُورت:- ہاں کہا تھا۔ لیکن کبھی کا مطلب آتی دیر سے آنا نہیں ہوتا... اور پھر کیا آتی دیر سے آنے والے پونی کھڑے رہتے ہیں۔ بیٹھنے نہیں؛

تیمور :- (اُسی صوفی پر بیٹھتے ہوئے) ہم شہر کے لوگ بیٹھنے کی عادت بھول جاتے ہیں۔ ہم زمین کی طرف دیکھتے ہی نہیں۔ صبح ہوتی ہے تو شہر کے باہم ودر پر سکون سے لدا پہندا ایک درخت پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ ہر شخص اپنی قابلیت یا مکاری کے پھر اس درخت پر بھینگتا ہے۔ اب آس میں کہ ٹہنیوں سے لئکے چند سکے اس کی جھوٹی میں آگریں گے۔ شام تک درخت خالی ہو جاتا ہے۔ کچھ جھوٹیاں بھر کے گھر جاتے ہیں اور پیشتر تھی دامن۔ ضروریاتِ زندگی ان سکون کو بھی نگل لیتی ہیں۔ دوسری صبح آتی ہے تو پھر دہی درخت سکون سے لدا پہندا دکھائی دیتا ہے۔ دہی سکتے۔ دہی پھر... اور یوں ہم بھی زمین کی طرف نہیں دیکھتے۔

مُورت :- شہر اتنے بھیاں ک تو نہیں ہوتے تیمور صاحب؟

تیمور :- آپ کے لیے نہیں۔ کیونکہ آپ کی جھوٹی بھری ہوئی ہے۔ مگر میرے ایسے انسان کے لیے جو اپنی تمام ترقوت سے قابلیت کے پھر درخت پر بھینگتا ہے۔ مگر سکتے ٹوٹ کر گرتے نہیں۔ صرف کھنکتے ہیں اور میں جھوٹی پھیلاتے منہ کھوئے کھڑا رہتا ہوں۔

مُورت :- خیر اتنے قنوجی ہونے کی بھی کوئی بات نہیں... دراصل آپ طویل پہاڑی سفر کی وجہ سے تھک گئے ہیں۔ کچھ دیر مارام کہہ لیجئے

کریم داخل ہوتا ہے۔

کریم :- میں صاحبہ تمام سامان پیک گر کے ٹرک میں رکھوا ریا ہے۔ آپ کی کار تیار ہے۔ صرف یہ صوفہ باقی ہے جس پر آپ تشریف کھتی ہیں۔

تیمور :- (گھبرا کر) آپ کہیں جا رہی ہیں؟

مُورت :- کریم ملازموں سے کہو کہ سامان ان پیک گر کے اسی طرح کمروں میں سجا دیا جائے۔ میں ابھی چند روز مزید اس گھر میں قیام کر دیں گی۔

کریم :- لیکن میں صاحبہ۔

مُورت :- (غصے سے) کریم۔

کریم :- جی بہتر۔

چلا جاتا ہے۔

تیمور :- آپ کہیں جا رہی تھیں؟

مُورت :- آپ کی آمد سے پہلے... ہاں!

تیمور :- میں آپ کے پروگرام میں حارج نہیں ہونا چاہتا۔ میں تو دیسے  
ہی.... درست مجھے کوئی....

مُورت :- گھر میں مہمان آجائے تو اہل خانہ پسند کریں یا نہ کریں انہیں مہمانداری  
کرنا ہی ٹرتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس گھر کے باسی اس مہمان کو پسند  
کرتے ہیں.... یہ گھر اور میں ہم عمر ہیں۔ ہم پہچن کے دوست ہیں۔ یہ  
مجھے ایک فی رُوح کی طرح عزیز ہے۔ میں اسے کسی قیمت پر کھونا نہیں  
چاہتی مگر... اب یہاں چاہت کے ہندوں کی آپخ نہیں ہے۔ کتنی دیر  
تک ٹھٹھری رہوں۔ میں نے شہر میں مون پرا پرٹی ڈیلر کو کہا ہے کہ وہ  
اسے بیچ دیں...

کریم ایک کٹے کو اندر لاتا ہے۔ اس کی زنجیر کھولتا ہے، تو وہ مُورت کے پاؤں میں  
آکر پیچھو جاتا ہے۔

مُورت :- ہیلو ڈاگ... کیا حال ہے میرے ڈاگ کا۔

تیمور :- بہت خوب صورت گتا ہے..

مُورت :- آپ بے شک میرے کٹے کو مارلن برانڈ سے زیادہ خوب صورت قرار  
دے دیں، مگر میں انسورنس نہیں کراؤں گی۔

تیمور :- (جھینپ کر) میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔ کٹا واقعی خوب صورت ہے  
کیا نام ہے اس کا؟

مُورت :- ڈاگ

تیمور :- جی ہاں ہے تو ڈاگ، لیکن نام کیا ہے اس کا؟

مُورت :- دہنس کر، ڈیڈی اسے میرے پے لائے تو ان کے دوستوں نے عجیب  
ادٹ پیانگ نام تجویز کیے، ڈبو گولو، بلوقسم کے۔ میں نے سوچا ایک گٹتے  
کا نام صرف گٹتا "بھی تو رکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ میں اسے ڈاگ کہتی ہوں۔

میرا خیال ہے آپ گلتوں کو پسند نہیں کرتے؟

تیمور :- دراصل گٹتے مجھے پسند نہیں کرتے۔

مُورت :- کریم اسے کچن میں لے جا کر کریم بسکٹ کھلاؤ۔

تیمور :- کریم جو بسکٹ بھی کھلانے کریم بسکٹ ہی ہوں گے۔

مُورت :- آپ رات کے کھانے سے پہلے کچھ دیرستا یجئے۔ چلئے میں آپکو خوابگاہ  
تک چھوڑ آؤں۔

خوابگاہ کے دروازے پر پہنچ کر۔

پہاں ایک راستہ ہے درختوں سے گھرا ہوا ...

تیمور :- مجھے معلوم ہے۔

مُورت :- اور ایک خزان رسیدہ جنگل بھی۔

تیمور :- میں جانتا ہوں۔

مُورت :- کل چھ .. چلیں گے؟

تیمور :- شاید میں آیا ہی اُسی راستے اور اُسی جنگل کے پے ہوں۔

مُورت :- ان پاؤں کے پے نہیں جو خزان رسیدہ پتوں پر چلیں گے؟

جاتی ہے۔ بڑ کر دیکھتی ہے۔

### دسوائ منظر

رات کا وقت۔ تیمور سورہ ہے۔ ٹیبل یہ پ جل۔ ہا ہے۔ حسب سابق دروازے  
سکنی پر دشمنی دیکھ کر اٹھتا ہے۔ دروازہ کھولتا ہے۔ مورت ہا تھیں شمعدان یے  
کھڑی ہے۔ مگر سفید سارہ ہی ہیں۔

مورت :- میں مورت ہوں۔

تیمور :- ہاں تم ہو... مگر آج تو تمام روشنیاں بدستور جل رہی ہیں، بھلی فیل  
نہیں ہوئی۔ پھر بھی یہ شمعدان۔

مورت :- ابھی عادت نہیں ہوئی روشنی کی۔ ندشہ رہتا ہے۔

تیمور کی تمام شمعیں ایک ایک کر کے بچھا دیتا ہے۔

تیمور :- دیکھو لو اب بھی روشنی ہے۔

مورت :- ہاں... ہے۔

چلی جاتی ہے

مونتاژ:

۱۔ درختوں سے گھرا ہوا ایک راستہ۔ تیمور اور مورت اس پر چل رہے ہیں آخر  
تک جاتے ہیں۔

۲۔ ایک خزانہ مسیدہ جنگل میں چل رہے ہیں۔

۳۔ کسی کافی بار میں بیٹھے ایک دوسرے کی جانب محو کر دیکھ رہے ہیں۔

### گیارہوائ منظر

ایک وسیع میدان جس میں اکاؤڈا درخت ہیں۔ لیکن یہ میدان سوکھی گھاس  
سے اٹاپڑا ہے۔ مورت اور تیمور کھڑے با تین کمر رہے ہیں۔ تیمور سگریٹ جلا کر جلتی

ہوئی دیا سلائی بے دھیانی میں گھاس پر پھینک دیتا ہے۔ گھاس سلکنے لگتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ آگ پھیلنے لگتی ہے۔ مورت ایکدم اسے دیکھتی ہے اور اپنے پاؤں تے گھاس کو مسل کر آگ بجھانے کی کوشش کرتی ہے مگر کامیاب نہیں ہوتی۔

**مورت :-** (بے بسی سے) یہ آگ پھیل رہی ہے تمور میں اسے روک نہیں سکتی۔

تمور سن نہیں رہے۔ تمور میں اسے نہیں روک سکتی۔ یہ میرے بس میں نہیں۔

یہ پھیل رہی ہے تمور... بچھ نہیں رہی... کچھ تو کرو تمور... پلیز تمور...  
...

پلیز۔

تمور کے بیوں پر بلکی سی مسکراہت۔ اطمینان سے سگریٹ پیتا رہتا ہے اور مورت کو دیکھتا رہتا ہے۔

مورت خاں کے گھر کا ہال کمرہ۔ چائے کی میز ایک طرف۔ مورت سفید سارٹھی میں اسی صوفے پر براجماں۔ پہنچے منظر دالے تمام لوگ اُسی طرح اسی ترتیب سے۔ تمور ایک کونے میں کھڑا ہے۔ اس منتظر کو اُسی پیڑن پر کیا جائے جس طرح پہلا منتظر کیا گیا تھا۔

**شخص ۱ :-** میں مورت خاں یقین کیجئے بے حد مستر ہوئی۔

**مورت :-** جیلانی صاحب آپ تشریف لائے، خوشی کا انہصار کیا بہت بہت شکر تر۔

**شخص ۲ :-** میں مورت خاں آپ کی منگنی ایک خوش کن خبر ہے۔

**مورت :-** اکبر صاحب آپ تشریف لائے خوشی کا انہصار کیا۔ بہت بہت شکر تر۔

**شخص ۳ :-** میں مورت خاں انگمنٹ پر مبارکباد قبول فرمائیے۔

**مورت :-** انہر صاحب آپ تشریف لائے خوشی کا انہصار کیا۔ بہت بہت شکر یہ۔

تمام لوگ جانے کے لیے اٹھتے ہیں اور دروانے پر تمور سے ہاتھ ملاتے ہیں۔

**شخص ۴ :-** آپ کو بھی مبارک ہو مشر!

تیمور:- تیمور!

شخص:- بہت بہت مبارک ہو... آپ کا نام؟

تیمور:- تیمور.

شخص:- دلی مبارک پاد قبول فرمائیے... آہم... اور آپ کا نام؟

تیمور غصے سے باہر نکل جاتا ہے، کمرے میں جا کر سامانِ اکٹھا کر رہا ہے۔ مُورت بھاگتی ہوتی آتی ہے۔

مُورت:- تیمور کیا ہوا؟ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟

تیمور:- اس گھر میں میرا نام تیمور نہیں مُورت کا منگیرتھے۔

مُورت:- اونے سویٹ آدمی ان لوگوں کی پالتوں کا جبرا نہیں مانتے... یہ تو...

تیمور:- دیکھو مُورت بی بی... مجھے تمہارے اور اپنے درمیان سوشل سٹیس کے طویل فاصلوں کا احساس تر تھا۔ مگر تم نے... تمہاری چاہت نے

میری بصارت کو اتنا مدھم کر دیا کہ میں انہیں دیکھ نہ سکا۔

مُورت:- دناراض ہو کر، الیسی بات کرتے ہو مُور... میں نے مجھی۔

تیمور:- میں اب تمہاری طرف دیکھتا ہوں تو تم بلند ہوتی چلی جاتی ہو... ہم دونوں کی سطح میں فرق آگیا ہے۔ اور میں تم سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں کر سکتا۔

مُورت:- میں بلندی پر نہیں ہوں مُور... تمہارے سامنے ہوں۔ تمہاری سطح پر ہوں۔ چاہتے کے جذبوں تلے پیڈنگ نہیں ہوتی مُور۔

تیمور:- ہاں ڈارلنگ نہیں ہوتی۔ مگر ہم دونوں اکیلے نہیں ہوں گے اس پورے پلینٹ پر۔ یہاں پر وہ گھامڑ بھی ہوں گے جو مجھے مبارکباد دے رہے تھے۔ اور وہ ہمیشہ مجھے میں مُورت خاں کا منگیرتھی کہیں گے۔ یہ مجھے

منظور نہیں۔ میں ایک ایسی لڑکی سے شادی کر دیں گا جو تمہور کی منگیتھر ہو گی فکر نہ کر دے ہو گی وہ تم ہی۔

**مُورت :-** مُورہ ہم تو اس اپریل میں شادی۔

**تمہور :-** ہر برس میں ایک اپریل ضرور ہوتا ہے مُورتی۔ اس برس نہیں اگلے سال ہی۔ خدا حافظ۔

بیگ اٹھا کر گمرے سے باہر چلا جاتا ہے۔

### بارہواں منظر

دیگنوں کے اڈے پر مُور ایک رکشے میں سوار ہو جاتا ہے۔

**تمہور :-** محلہ شاہ محمد ...

رکشا چلتا ہے اور قدر سے توقف کے بعد تمہور پوچھتا ہے۔

بھی کتنا کمایتے ہو دن میں؟

**رکشا والا :-** کبود جی آپ نے ٹیکس لگانا ہے؟

**تمہور :-** یوں ہی پوچھ دیا تھا ناراض کیوں ہوتے ہو۔

**رکشا والا :-** ہر سواری بھی پوچھتی ہے باوجی۔ تیس چالیس ہو جلتے ہیں۔

**تمہور :-** کبھی حادثہ بھی ہوا؟

**رکشا والا :-** اونے خدا کا نام لو بابوجی۔ کیا سویرے سویرے۔ اللہ معانی (کانون) کو ہاتھ لگاتا ہے، دیسے ہوا تھا پچھلے ہیئینے۔ دو ہفتے بند پڑا رہا رکشا سمیت۔

**تمہور :-** ان دونوں تنگی تو ہوئی ہو گئی کھانے پینے کی۔

**رکشا والا :-** تنگی جیسی تنگی۔ مانگ مانگ سرگزارہ کیا۔ اکیلا کھانے والا ہوں۔

**تمہور :-** اگر تم درد دپے روزانہ کسی ایسی کپنی کو دے دو جو اگر خدا نخواستہ تھا مالا حادثہ ہو جائے تو تمہارے خاندان کو روزانہ ہپا سر دپے اس وقت

تک ادا کرنی رہے جب تک تم بھلے پنگے نہ ہو جاؤ تو کیسا رہے گا ؟  
رکشاد والا:- اللہ معافی۔ کیا سواری بکڑی ہے سویرے سویرے۔ فرشتہ تو نہیں۔  
کافوں کرنا تھہ بگاتا ہے۔ رکشاد کتا ہے۔ تیمور پیسے دے کر جانے لگتا ہے۔

باؤ جی بات شنیں۔ بس دور دپے میں یہ گارڈی کہ  
تیمور:- ہاں ہاں۔ بس ایک فارم بھزا ہو گا۔ (جیب سے کا مٹون کاں کر) کل دفتر  
آجانا۔

رکشاد والا:- اور اگر آج ہی کہیں بچلوں اڑ گیا تو سواری اپنی ہے باؤ جی ابھی نہ چلیں۔

### تیمور ہوا منظر

دفتر میں رکشے والے کے ساتھ تیمور داخل ہوتا ہے۔ ایک فارم پر دستخط کروانا  
ہے اور اسے عمران کے حوالے کے مینجر کے کمرے میں جاتا ہے۔

مینجر:- چھٹی گنارنے کے بعد بہت تازہ دم ہو گر لوٹے تیمور صاحب۔ ساتھ ہی  
ایک کیس بھی لیتے آئے۔ خوب کنوں کیا آپ نے رکشے والے کو۔

تیمور:- سراس ماہ کے لیے میراثاگٹ کیا ہے ؟

مینجر:- (جلجک کر) وہی میں ہزار مگر.....

تیمور:- اسے ساٹھ ہزار کر دیجئے.....

باہر نکلتا ہے اور عمران کے کمرے میں۔

عمران یا مریمی ایک بات سنو... بیٹھو... یہ بتاؤ کہ کتنی کمشن ہو جاتی ہے۔

ایک ماہ میں —

عمران اہ تھیں نہیں معلوم۔ بس تمہارے جتنی۔ چھ سات سو روپے۔

تیمور:- دیکھو اگر تم معادن کے طور پر میرا ساتھ دو تو میں تھیں ایک ہزار  
روپیہ ماہانہ تخلص دوں گا اور جتنے کیس کر دوں گا ان میں سے کمشن بھی۔